عہد نبویؐ میں ریاست کی تشکیل وتعمیر میں خصوصی افراد کا کردار اور عصری تطبیقات

(The Role of Special Persons in Construction of State in the Era of Holy Prophet S and Contemporary Applications)

حافظ انتظار احمد[1]

ڈاکٹر عبد الغفار[2]

Abstract:

The Holy prophet S took practical steps for the construction of state. In those steps education, upbringing, food and residence, and atonement are included. The companion of holy prophet S played amply role of their abilities. Not a single person left behind in these practical steps, but also the role of special persons remained prominent. The Holy prophet S utilized their abilities and laid foundation of Islamic state through the abilities of these special persons.

For example, Abdudullah ibn Makhtoom was selected as Mouzn (Azan calling man) and teacher along with the deputy of Madina Munwwra, Ammar ibn Jamu was a jihadi character and Mauz ibn Jabal was sent as the agent of Yeman. The economic and social role of Abdur Rahman ibn Ouf is readable. In modern era there are some prominent people like Dr. Tah Hussain, Abdulallah Ibn Baz and Ahmed Yaseen, who got prominent position in society being a handicapped and played their educational, social and political role.

There is no such state or country, where disabled persons are not found. The need of time is that as the holy prophet S lustered the qualities of these handicapped persons, and made them beneficial. After it they (special persons) played their role in state construction. Now it's the time to make such people beneficial for their country and state, include them in State matters directly or indirectly.

Key Words: *Holy prophet, education, abilities, special persons, Tah Hussain*

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست کی تشکیل وتعمیر کے لیے بہت سارے عملی اقدامات فرمائے جس میں خصوصا تعلیم وتربیت، خوراک ورہائش، دعوت واصلاح جیسے اہم امور شامل تھے ان کاموں میں آپ کے ساتھ صحابہ کرام نے اپنی صلاحیتوں کے مطابق مختلف شعبہ ہائے میں بھرپور کردار ادا کیا اس عملی کردار میں عہد نبوی میں کوئی شخص پیچھے نہ رہا بلکہ خصوصی افراد کا کردار بہت ہی نمایاں رہا آپ نے ان کی صلاحیتوں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا اور عملا اپنی خاصی تربیت کے ذریعے ریاست کے بہت سے اہم مناصب

---

[1]۔ پی ایچ ڈی سکالر شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

[2]۔ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

خصوصی افراد کے سپرد کر کے ان کے عملی کردار کے ذریعے اسلامی ریاست کی تشکیل و تعمیر کی بنیاد بھی رکھی مثلاً عبداللہ بن مکتوم کو موذن و معلم اور مدینہ منورہ میں نائب مقرر کیا جاتا، عمرو بن جموع کا اہم جہادی کردار، معاذ بن جبل کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا گیا عبدالرحمن بن عوف کا سماجی و معاشی کردار لائق مطالعہ ہے دور حاضر میں چند شخصیات بہت نمایاں ہیں جن میں ڈاکٹر طہٰ حسین، الشیخ عبدالعزیز بن باز، الشیخ احمد یسین کے جنہوں نے معذوری کے باوجود معاشرتی و سماجی، تعلیمی و دعوتی، معاشی و سیاسی کردار ادا کر کے نمایاں حیثیت حاصل کی۔ عصر حاضر میں بھی کوئی خطہ، ملک یا شہر ایسا نہیں جہاں معذور افراد موجود نہ ہوں ضرورت اس امر کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ایسے افراد کی صلاحیتوں کو جِلا بخشی اور انہیں مفید شہری بنایا اور پھر انہوں نے ریاست کی تشکیل و تعمیر میں خصوصی کردار ادا کیا۔ اسی کی بنیاد پر آج ایسے ماڈل کی ضرورت ہے جس کی بناء پر ایسے افراد کو براہ راست ریاستی معاملات میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کے لیے اس تحقیق میں عہد نبوی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک ماڈل تیار کیا جائے گا کہ کس طرح اس کا عملی اطلاق ہو سکتا ہے۔

جسمانی کمزوری سے مراد معذور لوگ ہیں اور معذوری کا لفظ اردو زبان میں جسمانی اور دماغی عارضہ کو کہتے ہیں جس کو یہ عارضہ لاحق ہو اس کو معذور کہتے ہیں، لیکن عربی زبان میں یہ عام ہے ہر اس فرد کو شامل ہے جو معاشرے میں اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کر سکتا ہو اور عربی میں ایسے شخص کو (عاجز من العمل) یعنی جو شخص اپنا کام سرانجام نہ دے سکتا ہو۔ چنانچہ مقالہ نگار نے اپنے مقالہ میں اس قسم کے علماء و محدثین کی علمی و دینی خدمات کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے کہ اتنی معذوری کے باوجود کس قدر علمی و دینی خدمات سرانجام دیں کہ انہیں اپنی معذوری کا خیال ہی نہیں آیا بلکہ معاشرے کے دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بن گئے۔ ان میں ایسے علماء و محدثین بھی پیدا ہوئے جو قائد بھی بنے اور امت کی رہنمائی بھی فرمائی۔

اس اعتبار سے یہ موضوع اہمیت کا حامل ہے کہ موجودہ دور میں اس صنف کو اس اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں دی جاتی کہ یہ معاشرے کے ناکارہ لوگ ہیں، یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ معاشرے کی ضرورت ہی نہیں، لہٰذا ان سے خود بھی تحقیر کا رویہ کیا جاتا ہے اور ایسا سلوک اختیار کیا جاتا ہے کہ جس سے باقی لوگ بھی نفرت کریں۔ اس قسم کے کردار کو ختم کرنے کی اسلام بھی دعوت دیتا ہے۔ مقالہ نگار اپنی تحقیق کے ذریعے معاشرے میں موجود اس کردار کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایسے علماء جو دیکھنے میں معذور لگتے ہیں لیکن ان کی علمی اور دینی خدمات کو دیکھ کر ان کو معاشرے کا ناقص فرد سمجھنے کی بجائے ان کی زندگی کو رشک کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔

میں جب بھی معاشرے میں معذور لوگوں کو دیکھتا ہوں تو اس بات کا احساس دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کو معاشرہ کس قدر گری ہوئی نگاہ سے دیکھتا ہے اس لئے ایسے علماء و محدثین کے کردار کو بیان کر کے ان کی کھوئے ہوئے وقار کو زندہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تا کہ یہ لوگ بھی خود کو متحرک زندگی کا حصہ بنا کر جی سکیں۔

محض ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی ہے کیونکہ جن کو ناکارہ سمجھا جاتا ہے حقیقت میں وہ تو نہ صرف اپنی معذوری کی وجہ سے بلکہ اپنے کارناموں کی وجہ سے دوسروں کے لئے رہنمائی بن کر سامنے آسکیں۔ دیگر لوگوں میں اس اسلامی تعلیم کو زندہ کرنا ہے جن کے ذہنوں سے معذور افراد کی قدر و قیمت ہی ختم ہو چکی ہے تا کہ وہ ایسے لوگوں کو حقیر نگاہ سے نہ دیکھیں۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلامی ریاست کی تعمیر و ترقی میں خصوصی افراد نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے کہ جس کردار کی وجہ سے اسلامی ریاست کو استحکام حاصل ہوا اور آج دنیا میں ساٹھ سے زائد اسلامی ریاستیں اس بات کا موثر ثبوت ہیں۔ اس اہم مسئلہ کو پیش کرنے کے لیے ہم اپنے مقالہ کو دو اہم مباحث میں تقسیم کریں گے۔

۱۔ صحابہ کرام میں نابینا افراد کا تعلیمی، تبلیغی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور انتظامی کردار

۲۔ صحابہ کرام میں جسمانی معذور افراد کا تعلیمی، تبلیغی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور انتظامی کردار

رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ اصحاب نہایت پر عزم تھے۔ جسم کا تندرست ہونا یا معذور ہونا اُن کے عزم میں خلل انداز نہ ہوتا تھا، اگر اُن کی بصارت کام چھوڑ جاتی تب بھی وہ اپنے حصے کا کام انجام دیے بغیر اِس دنیا سے رخصت نہیں ہوتے تھے۔ صحابہ کی ایک تعداد ہے جنہوں نے عدم بصارت کے باوجود تعلیمی و تبلیغی، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور انتظامی کردار ادا کیا۔ روایتِ حدیث کا کام، شاعری، امامت، جنگوں میں حصہ، علوم دینیہ کی تدریس اور بہت سے متنوع کاموں میں اپنا کردار ادا کیا۔ جن میں ابن ابی اوفی کہ جنہوں نے میدان جنگ میں بہت ساری خدمات پیش کیں۔ جن میں صلح حدیبیہ، غزوہ خیبر، خوارج کے خلاف جہاد جیسی عظیم مہمیں شامل ہیں۔ (3)

ابتدائے اسلام میں مسلمان چونکہ معاشی طور پر مضبوط نہ تھے اسی لیے جنگ کے دوران اکثر سامانِ خورد و نوش ختم ہو جاتا تھا ایسی صورتحال میں جو بھی مل جاتا اسی پر قناعت کی جاتی۔ ابن ابی اوفی انہیں غزوات کے تذکرے میں فرماتے تھے:

"غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ (4)"

"میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ۷ غزوات لڑے ہم آپ ﷺ کے ہمراہ ٹڈی دل کھایا کرتے تھے۔"

3- ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۰ء، (ج۲ ص۷۵)۔

4- ذہبی، محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، (ج۳ ص۱۳۶)۔

خوارج کا فتنہ اسلام کے لیے روزِ اول سے ہی کفار سے بھی زیادہ مضر ثابت ہوا۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ کفار سے زیادہ خوارج کے ذریعے اسلام کو نقصان پہنچا تو بے جا نہ ہو گا اسی لیے رسول ﷺ نے جابجا ان کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ حضرت ابن اوفی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس طرح وہ کفار کے خلاف لڑے اسی طرح انہیں خوارج کے خلاف بھی جہاد کا موقع ملا۔ ابن سعد رقمطراز ہیں:

"حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُمْهَانَ قَالَ: كُنَّا نُقَاتِلُ الْخَوَارِجَ مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى[5]"

"سعید بن جمہان کہتے ہیں کہ ہم عبد اللہ بن ابی اوفی کی معیت میں خوارج کے خلاف قتال کیا کرتے تھے۔"

ابن ام مکتوم، ابن سعد آپ رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں رقمطراز ہیں:

"كان ضرير البصر [6]"

تعلیم قرآن کا اشتیاق عہد نبوی سے ہی اہل علم کا خاصہ ہے۔ صحابہ کرام اشاعت قرآن کے لیے دن رات سرگرم رہتے تھے۔ مزید برآں رسول اللہ ﷺ کا فرمان:

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ[7]"

"تم میں سے بہترین وہ ہے جو جو قرآن سیکھے اور سکھائے"

ان کے اس شوق کو دوچند کر دیتا تھا حضرت ابن ام مکتوم کا شمار بھی ان صحابہ کرام میں ہے کہ جو تعلیم قرآن جیسی اہم خدمات سرانجام دیا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ یہی وہ تعلیم تھی کہ جس کے سبب بادیہ نشین عرب، دنیا کی مہذب ترین قوم بنے۔ حضرت ابن ام مکتوم جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ چنانچہ ابن سعد رقمطراز ہیں:

"أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلم مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَجَعَلَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ الْقُرْآنَ[8]"

"اصحاب رسول ﷺ میں سے جو سب سے پہلے ہمارے پاس آئے وہ مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم ہیں ان دونوں نے لوگوں کو قرآن پڑھایا"

حضرت ابن مکتوم کا نابینا پن کے باوجود تعلیم قرآن کی خدمت سرانجام دینا نہ صرف ایک وقیع علمی کارنامہ ہے بلکہ یہ ان کے اصلاح معاشرہ کے جذبے کی عکاسی بھی کرتا ہے جو اسلام اپنے ہر مبلغ کو عطا کرتا ہے۔

حضرت ابن ام مکتوم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارہا التجاء کے سبب اللہ رب العزت نے خصوصی افراد کے لیے عام افراد کی نسبت تخفیفی احکام نازل فرمائے جب آیت مبارکہ:

5- ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، (ج۴ص۲۲۶)۔

6- ذہبی، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، تحقیق: شعیب الارناؤوط، طبعہ ثالثہ، ۱۹۸۵ء، (ج۱ص۳۶۱)۔

7- بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن، مکتبہ دار السلام، لاہور، ۱۹۹۹ء، رقم الحدیث: ۵۰۲۷۔

8- ابن سعد، الطبقات الکبری، (ج۴ص۱۵۶)۔

"لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ-"[9]

"بلاعذر شرعی بیٹھے رہنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں نکلنے والے مجاہد برابر نہیں"

یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو بلا بھیجا اور کتابت کا حکم ارشاد فرمایا حضرت زید نے شانے کی ہڈی پر اس کو تحریر فرمایا۔ حضرت ابن ام مکتوم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے نابینا پن کی شکایت کی جبکہ ابن ابی لیلیٰ کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم نے دعا کی:

"أَيْ رَبِّ أَنْزِلْ عُذْرِيْ[10]"

"اے اللہ میرا عذر نازل فرمادے"

پھر اللہ رب العزت نے خصوصی افراد کا استثناء نازل فرمادیا۔

"لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ-"[11]

"نابینا پر کوئی تنگی نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی تنگی اور نہ بیمار پر کوئی تنگی ہے۔"

علامہ سمعانی اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہ آیت کن اصحاب کے حق میں نازل ہوئی؟ چنانچہ رقم طراز ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خیبر کا مال غنیمت ان افراد کے لیے حلال فرمادیا کہ جو آیت میں مذکور اعذارِ مانعہ کے سبب غزوہ حدیبیہ میں شریک نہ ہوسکے تھے۔ نیز جن خصوصی اصحاب کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی ایک قول کے مطابق وہ اصحاب یہ ہیں: ابو احمد بن جحش، ان کی والدہ آمنہ بنت عبد المطلب ،اور عبد اللہ ابن ام مکتوم "[12]

یہ دو عظیم صحابہ کرام کا تذکرہ تو بطور مثال پیش کیا گیا ہے اس کے علاوہ خواتین میں اسماء بن ابی بکر، ابو احمد بن جحش، ابو اسید الساعدی، ابو حذیفہ بن عتبہ، ابو سفیان بن حرب، ابو قحافہ، براء بن عازب، جابر بن عبد اللہ، جریر بن عبد اللہ، حارثہ بن نعمان، حسان بن ثابت، حکیم بن حزام، خوات بن جبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن عثمان، سعید بن یربوع، عبد اللہ بن ارقم، عبد اللہ بن عباس، عباس بن عبد المطلب، عبد اللہ بن عمرو، عتبان بن مالک، عتبہ بن ابی سفیان، عتبہ بن مسعود، عدی بن حاتم، عمرو بن معدیکرب ، عمیر بن عدی، قتادہ بن نعمان، قیس بن سائب، قیس بن ہبیرہ، کعب بن مالک، مالک بن حارث، مالک بن مسمع، معاویہ بن خدیج، معتب بن ابی لہب، معن بن اوس، مہلب بن ابی صفرہ، مغیرہ بن شعبہ، مغیرہ بن عبد الرحمٰن، ہاشم بن عتبہ۔

---

[9] -سورۃ النساء:۹۵۔

[10] -ذہبی، سیر اعلام النبلاء، (ج۱ص ۳۶۱)۔

[11] -سورۃ الفتح:۴۸/ ۱۷۔

[12] -سمعانی، منصور بن محمد، تفسیر القرآن، تحقیق: یاسر بن ابراہیم، دار اوطن، ریاض،۱۴۱۸ھ، (ج۵ ص۱۹۹)۔

کچھ اصحاب کی بصارت آخری ایام میں چلی گئی لیکن اِس معذوری کے سبب اُن کی کارکردگی، عزم اور ہمت میں ذرا فرق نہ آیا۔ ابن ابی اوفیٰ کا جہاد کے میدانوں میں اترنا ابو احمد جحش کا شاعری کرنا اور عبد اللہ ابن ام مکتوم کا اذان دینا، ٹھیک اسی طرح آپ کے باقی اصحاب کا مختلف سرگرمیوں میں حصہ لینا تاریخ کے صفحات پر زریں اور جلی حروف میں لکھا جاچکا ہے۔

موجودہ معاشرہ کے لوگوں کو چاہیے کہ اِن اصحابِ کرام کے احوال کا مطالعہ فرمائیں اور ان صحابہ کی زندگیوں سے رہنمائی حاصل کریں کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے بلا تخصیص اپنے تمام اصحاب کو آسمانِ ہدایت کے تارے قرار دیا ہے۔ اگر اللہ رب العزت کسی کو معذوری عطا فرمائے یا تندرستی کے بعد معذوری عطا فرما دے، تو ایسے لوگ نابینا اور معذور اصحاب کی حیاتِ طیبہ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ وگرنہ اگر یہ لوگ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے اور اپنی معذوری کا راگ الاپتے رہے تو یہ معاشرے پر بوجھ ہونگے اور اپنی قدر اور عزت و وقار سب کچھ کھو بیٹھیں گے۔

صحابہ کرام کے بعد اس دنیا میں سب سے زیادہ مقام تابعین و تبع تابعین کا ہے انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتگان سے استفادہ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور جسمانی معذوریوں کے باوجود خدمتِ دین و دنیا کے حوالے سے اہم کام انجام دیے۔

صحابہ کرام سے فیض یافتہ نفوس قدسیہ کو تابعین اور ان کے بعد والوں کو تبع تابعین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اِن میں بھی ایک تعداد ہے جنہیں بینائی سے محروم یا کسی جسمانی عارضہ میں مبتلا رہنا پڑا۔ ان نفوسِ قدسیہ نے اس محرومی کو اپنے ذہن میں جگہ نہیں دی بلکہ تندرست لوگوں کی طرح اپنی تعلیمی، تبلیغی، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور انتظامی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ اور صحابہ کا حقیقی جانشین ہونے کا حق ادا کیا۔ ذیل میں شخصیات کا ذکر کیا جاتا ہے جو ہمارے موضوع سے تو مطابقت رکھتے ہیں لیکن تحدیدِ موضوع کے موافق نہیں۔

نمبر شمار	نام	وفات	علاقہ	وجہ شہرت
1.	ابو بکر الطلیطلی	۳۵۲ھ	قرطبہ	ادب و قرات
2.	الحسین بغدادی	۳۷۸ھ	بغداد	قرات
3.	ابو عبد الرحمٰن الحیری	۴۳۰ھ	نیشاپور	حدیث و قرات
4.	ابو محمد البغدادی	۴۸۶ھ	بغداد	فقہ و قرات
5.	دعوان بن علی	۵۵۲ھ	عراق	قرات
6.	عبد الرحمٰن السہیلی	۵۸۱ھ	اندلس	سیرت
7.	قاسم بن فیرہ الشاطبی	۵۹۰ھ	مصر	فقہ
8.	احمد بن ابراہیم	۶۸۶ھ	قاہرہ	فقہ

9.	احمد بن الحسن	۶۲۲ھ	ترکی	خطابة
10.	احمد بن عبد الدائم	۶۶۸ھ	موصل	ادب
11.	احمد بن عبد السلام	۷۳۵ھ	بغداد	فقہ وادب
12.	احمد بن یوسف	۶۸۰ھ	موصل	قرات وتفسیر
13.	الحسین بن سلیمان	۷۱۹ھ	دمشق	قرات وفقہ
14.	خلیل بن علی	۵۳۳ھ	نہروان	حدیث
15.	خلف بن احمد	۵۱۵ھ	بغداد	فقہ
16.	سعید بن المبارک	۵۶۹ھ	موصل	نحو
17.	شافع بن علی	۷۳۰ھ	کنعان	ادب
18.	شعیب بن ابی طاہر	۶۱۸ھ	بغداد	ادب
19.	صدقہ بن یحیٰی	۶۵۳ھ	یمن	فقہ
20.	عامر بن موسیٰ	۴۸۶ھ	بغداد	قرات وفقہ
21.	عبد اللہ بن احمد	۵۹۳ھ	واسط	قرات وفقہ
22.	عبد الرحمٰن بن عبد اللہ	۵۸۱ھ	اندلس	قرات ونحو
23.	علی بن ابی القاسم	۷۴۰ھ	بغداد	فقہ
24.	علی بن احمد	۷۱۲ھ	بغداد	ادب وفقہ
25.	علی بن عمر بن ابی بکر	۷۲۷ھ	مصر	حدیث
26.	غازی ابن واسطی	۷۱۲ھ	حلب	کاتب
27.	غیاث بن فارس	۶۰۵ھ	مصر	نحو

28.	محمد بن محمد	۷۳۷ھ	بصرہ	فقہ
29.	محمد بن مکرم	۷۱۱ھ	افریقہ	ادب
30.	محمد بن یوسف	۷۵۰ھ	بغداد	حدیث
31.	مشرف بن علی	۶۲۳ھ	بغداد	قرات
32.	یحییٰ بن حسین	۶۰۶ھ	بغداد	قرات
33.	یحییٰ بن یوسف	۶۵۶ھ	بغداد	نحو
34.	شیخ قلندر بخش جرات	۱۲۲۵ھ	اکبر آباد	ادب
35.	ابوالحسن الشاذلی	۶۵۶ھ	مصر	تصوف وادب
36.	ابوالعلاء المعریٰ	۴۴۹ھ	معریٰ	ادب
37.	ولی اللہ لاہوری	۱۸۷۹ء	لاہور	مذاہب عالم
38.	عبدالمنان وزیر آبادی	۱۹۱۶ء	وزیر آباد	حدیث

یہ تمام اسماء درج ذیل دو کتابوں سے لیے گئے ہیں:

نکت الہمیان فی نکت العمیان، صلاح الدین الصفدی (م ۷۶۴ھ) دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۷ء؛

علماء اضراء الذین خدموا القرآن وعلومہ، دکتور عبدالحکیم انیس (معاصر) جائزة دبی الدولیة للقرآن الکریم، ۲۰۱۳ء۔

عصرِ حاضر میں خصوصی افراد کا معاشرتی، معاشی، تعلیمی، تبلیغی، سیاسی وانتظامی کردار:

ہر دور میں کچھ لوگ معذوری کا شکار یا نابینائی کا شکار ضرور ہوتے ہیں، جیسا کہ قدیم زمانوں سے لوگ مختلف معذوریوں کا شکار ہوتے آئے ہیں۔ اس دور میں بھی ایک تعداد ہے جو تندرستی کی نعمت سے محروم ہے ۔ لیکن محرومیوں کے باوجود یہ لوگ اپنی صلاحیتوں کے اظہار میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ کوئی استاد ہے تو کوئی انجینئیر، کوئی شاعر ہے تو کوئی مسجد میں اپنے فرائضِ امامت و خطابت انجام دے رہا ہے الغرض کثیر شعبہ ہائے زندگی میں ہمیں معذور افراد دکھائی دیتے ہیں۔ عوام الناس کا تعاون بھی اکثر ان کے شامل حال ہوتا ہے جس کی بدولت یہ اپنی صلاحیتوں کے اظہار میں کافی آسانی محسوس کرتے ہیں۔ اب ہم ذیل میں موجودہ دور کے چند اہم معذور افراد کے معاشرتی، معاشی، تعلیمی، تبلیغی، سیاسی وانتظامی کردار کا جائزہ لیتے ہیں۔

ناظرہ قرآن پاک گاؤں سے پڑھا۔ ابتدائی تعلیم گاؤں کے سکول سے حاصل کی پھر جامعہ محمدیہ قدوسیہ کوٹ رادھاکشن میں داخل کروادیا گیا۔ اس جامعہ میں آپ نے چار سال تک تعلیم حاصل کی۔ مزید تعلیم کے شوق کی بدولت جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور میں داخلہ لیا۔ اس جامعہ سے شعبہ درس نظامی کی فارغ التحصیل ہونے والی پہلی جماعت میں قاری صاحب شامل تھے۔ دارالعلوم ضیاء راجہ جنگ سے ۵ ماہ میں قرآن پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تجوید القرآن کا علم معروف درسگاہ جامعہ تجوید القرآن لسُوری والی مسجد شیر انوالہ گیٹ لاہور سے حاصل کیا۔ اور قرآت عشرہ کا کورس بھی اسی جامعہ سے مکمل کیا۔ تحصیل علم کے بعد آپ نے دو سال تک جامعہ مسجد لسوڑی والی شیر انوالہ گیٹ لاہور میں قرآن پاک کی تعلیم دی۔ پھر دس سال ضیاء السنہ راجہ جنگ میں قرآن پاک کی تعلیم دی۔ گاؤں واپس آکر والد صاحب کے ساتھ مل کر برلب سڑک رائیونڈ اور چھانگا مانگا کے درمیان سٹاپ بھوئے آصل میں ساڑھے پانچ ایکڑ پر محیط نئے جامعہ کا آغاز کیا۔ یہ جامعہ دو شعبوں، شعبہ تحفیظ القرآن گندھیاں اوتاڑ اور دوسرا شعبہ درس نظامی کے لیے مین روڈ مدرسہ کی نئی عمارت پر مشتمل ہے۔ تاحال آپ اسی جامعہ میں عوام الناس کو قرآن وحدیث کی تعلیمات سے آراستہ فرمارہے ہیں۔[13]

آپ ایم فل سیاسیات ہیں۔ آپ نے ایم فل سیاسیات ۲۰۱۴ء اور ایم۔ اے سیاسیات ۲۰۱۱ء میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد سے پاس کیا۔ آج کل آپ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد کے شعبہ سیاسیات میں بطور لیکچرار تعینات ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مختلف شارٹ کورسز بھی کر رکھے ہیں۔ آپ نے بریل کورس، کمپیوٹر کورس اور موبیلٹی کورس، الفیصل نابینا مرکز فیصل آباد سے پاس کر رکھے ہیں۔ ایم فل میں آپ کے مقالہ کا عنوان Role of Iran in Energy Polictics of Person Gulf States کے تحت اپنا مقالہ تحریر کر چکے ہیں اور اب PhD سیاسیات گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد سے جاری ہے۔

معاشی ومعاشرتی کردار:

آپ شادی شدہ ہیں۔ آپ کا گھرانا تین افراد پر مشتمل ہے۔ ایک بیوی اور بیٹا آپ کے زیرِ کفالت ہیں۔ آپ پڑھائی کے علاوہ کھیل کے بڑے شوقین ہیں۔ پاکستان بلائنڈ کرکٹ ٹیم کے سرگرم رکن رہے ہیں۔ آپ ۲۰۰۰ء سے لے کر ۲۰۰۸ء تک پاکستان کی نابینا قومی کرکٹ ٹیم میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اور پہلا بلائینڈ ورلڈ کپ جیتنے والی ٹیم میں بھی شامل تھے۔ آپ ۱۶ دسمبر ۲۰۰۶ء کو صدر مملکت جناب پرویز مشرف کی موجودگی میں پیر اگلائیڈنگ Para Gliding کا کامیاب مظاہرہ کر چکے ہیں۔ آپ دنیا کے دوسرے نابینا شخص ہیں جنہوں نے مارگلہ ہلز اسلام آباد میں ۲۰۰ فٹ کی بلندی سے Para Gliding کا کامیاب مظاہرہ کیا۔

سیاسی وانتظامی کردار:

سیاسی معاملات میں آپ کوئی دلچسپی نہیں رکھتے اور نہ ہی آپ نے ابھی تک کسی سیاسی پارٹی میں شمولیت اختیار کی ہے۔ لیکن آپ خصوصی افراد کے سیاست میں کردار کے زبردست حامی ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ خصوصی افراد کا پارلیمنٹ کے ہر فورم میں کوٹہ مختص حصہ ہونا چاہیے۔ اس طرح یہ اپنے مسائل کو احسن طریقے سے حل کرواسکیں گے۔ اور خصوصی افراد سیاست میں ایک مثبت

[13] ۔ ادریس ثاقب، قاری، ڈاکٹر عبدالغفار وحافظ انتظار احمد، انٹرویو: رائیونڈ، لاہور، پاکستان، ۲۵ ستمبر ۲۰۱۷ء۔

اضافہ ہوں گے۔ اپنے شعبہ کے تعلیمی و تدریسی اور انتظامی معاملات میں آپ گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ اور اپنے فرائض بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ (14)

آپ کو ۹ سال کی عمر میں ضلع ہوشیار پور کے ایک خیراتی مدرسہ میں چھوڑ دیا گیا۔ جن میں قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی۔ سب سے پہلے قرآن مجید پڑھا۔ اس دورِ حیات میں آپ نے داستانِ یوسف زلیخا سنی۔ یوسف زلیخا کے دردناک اشعار آپ کے حافظہ میں محفوظ ہو گئے جب کبھی تنہائی میسر آتی آپ خود یہ شعر اپنی آواز میں گنگناتے۔ اِسی زمانے میں آپ ادبی کتابوں سے روشناس ہو گئے۔ ادبی کتابوں کے مطالعہ کی آرزو بھڑتی گئی تو تابناک مستقبل کے لیے نابینا افراد کے خصوصی اداروں میں بریل رسم الخط سیکھنے کے لیے پہلے گورنمنٹ سکول برائے نابینا کراچی میں داخل ہوئے، لیکن کچھ عرصہ بعد گورنمنٹ سکول برائے نابینا بہاولپور میں داخل ہوئے۔ اِن اِداروں میں شعبہ موسیقی بھی تھا اور طالب علم کو موسیقی کی تعلیم بھی دی جاتی تھی، یوں دینی و دیناوی تعلیم کے دوران میں باقاعدہ موسیقی کی تربیت حاصل کی۔ نابینا افراد کے طرزِ تحریر بریل کی مدد سے آپ نے دو ہزار ناولوں کا مطالعہ کیا اور مشہور شعراء کی شاعری سُنی، گلوکاری کی اور پھر خود شاعری شروع کر دی۔ اِس دوران اپنا تخلیقی سفر بھی جاری رکھا۔ شاعری اور نثر میں اب تک آپ کی آٹھ کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں۔ آپ کا ایک منفرد کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے دُنیا بھر کے بے بصر ادیبوں اور شاعروں کی قریباً ۳۰۰ تخلیقات کو جمع کر کے ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو اسلام پورہ لاہور میں بے بصر مصنفین کی عالمی لائبریری "ورلڈ بلائنڈ آرتھرز فورم" (World Blind Author's Fourm) کے نام سے قائم کی۔ آپ نے ۱۱۴ ممالک کی بڑی بڑی لائبریریوں سے خط و کتابت کی تو ایک سال کی جدوجہد کے بعد ۷۶۳ بے بصر مصنفین کی تصانیف موصول ہوئیں۔ عرصہ دو سال کے بعد یہ تعداد ۱۵۴۵ تک پہنچ گئی۔ تاب صاحب نے معذورین کے ترجمان جریرہ ماہنامہ "بینائی" کا اجراء کیا اور مدیر اعلیٰ اور پبلیشرز کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ کی پہلی تخلیق ۱۹۸۶ء میں شعری مجموعہ "کرن کاجل" کے نام سے منظر عام پر آئی۔ آپ کی شاعری اور نثری کتب کے نام درج ذیل ہیں:

شعری مجموعات	نثری کتب
۱۔ کرن کاجل	۱۔ اُپلوں کا دھواں
۲۔ سیاہ شب	۲۔ سماعت کی آنکھ سے
۳۔ سحر تاب	۳۔ پاؤں کی خوشبو
۴۔ مجھ کو سنگسار کرو	۴۔ چراغِ تیرہ شبی

معاشی و معاشرتی کردار:

گورنمنٹ سکول فار دا بلائنڈ شیر اں والا گیٹ لاہور سے عملی زندگی کا آغاز بطور میوزیکل ٹیچر (مُعلّمِ موسیقی) سے کیا۔ ریڈیو پاکستان سے نغمہ نگاری کرتے ہوئے ٹی۔ وی تک جا پہنچے۔ سکول کا ماحول راس نہ آیا تو دو سال بعد استعفٰی دے دیا۔

14۔ سیال، علی انور، انٹرویو، ڈاکٹر عبد الغفار، حافظ انتظار احمد، فیصل آباد، پاکستان، ۲۷ فروری ۲۰۱۷ء۔

مخلص انسانوں کے تعاون سے لاہور میں سیمنٹ اور نمک کی تجارت شروع کی اور Ti-Traders کے نام سے تجارتی ایجنسی رجسٹرڈ کرائی۔ ۱۹۶۲ء میں دوستوں کی مدد سے رفیقہ حیات مل گئی۔ آپ اولاد کی نعمت سے محروم رہے۔ دو بچوں محمد سلیم، شہلا عرفانی کو گود لے کر تعلیم و تربیت کے بعد ان کی شادیاں کر دیں جو شاہانہ مستقبل کی تلاش میں کینیڈا چلے گئے۔ ایک سال بعد بیگم کا اِنتقال ہو گیا۔

۱۹۹۲ء میں نگران حکومت نے آپ کے ادارہ کی سرکاری امداد بند کر دی۔ ادارہ کے الحاق کے لیے فلاحی، تجارتی اور مذہبی تنظیموں سے رابطہ کیا لیکن منفی نتائج سامنے آئے۔ مقاصد کی بحالی کے لیے موصوف نے سیمنٹ اور نمک کی ایجنسی، شاہ عالم مارکیٹ کا دفتر، کوٹ لکھپت میں پانچ مرلے کا پلاٹ اور گاڑی فروخت کر کے تمام قرض خواہوں کے واجبات ادا کیے اور خود بے گھر ہونے کے باوجود اپنی منزل کی جانب بڑھتے رہے، مگر رفقا کی بے بسی دیکھ کر بالآخر اِدارے کو ختم کرنے پر مجبور ہو گئے اور لاہور چھوڑ کر فیصل آباد میں اپنے بھتیجے کے پاس رہائش پذیر ہو گئے۔ آپ کے عرصہ تیس سال کے طویل سفر کے ثمرات یہ ہیں:

۱۔ بیس نابینا افراد کو ہنر سیکھانے کے بعد پیکو سائیکل فیکٹری میں ملازمت کی فراہمی۔

۲۔ تربیت کے بعد نابینا افراد کے چھ کرکٹ ٹورنامنٹ

۳۔ نابینا طلبا میں پانچ سالانہ مقابلہ موسیقی

۴۔ نابینا شعراء کے چار مشاعرے

۵۔ نابینا افراد کے مسائل پر بیس سیمینار کا انعقاد

۶۔ عالمی لائبریری بے بصر مصنفین کا قیام

۷۔ معذورین کے ترجمان جریدہ "بینائی" کے اجراء سے عوام کو بیدار کیا

۸۔ مقامی اور غیر ملکی بے بصر ادیبوں کی چھ ہزار کتب کی لائبریریوں میں تقسیم

۹۔ مفلس اور ممتاز ادیبوں کی کتب شائع کرتے ہوئے ان کی زندگی پر فلمیں بنانا

۱۰۔ یونیورسٹیوں کے تعاون سے "عکس بصیرت" کے نام سے بے بصر ادیبوں کی لائبریری کا قیام

۱۱۔ معذور افراد کی تعلیم و تربیت، تحقیق و جستجو کے لیے آٹھ ایکڑ اراضی پر ادارہ کا قیام

سیاسی و انتظامی کردار:

رانا صاحب نے بے بصر افراد کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور معاشرے میں انہیں بہتر مقام دلانے کے لیے اپنی زندگی وقف کر دی۔ (چھے فلاحی تنظیموں) "پاکستان ایسوسی ایشن آف دی بلائنڈ" (PAB) پنجاب کے سیکرٹری منتخب ہوئے پھر ترقی کرتے ہوئے اِسی تنظیم کے مرکزی صدر کی حیثیت سے اپنے فرائض انجام دیے۔

آپ نے "پاکستان لیگ آف بلائنڈ" (PLB) قائم کی۔ بھارت اور روس میں کھیلوں کی نمائش کرتے ہوئے عالمی کرکٹ کلب نابینا افراد" کی بنیاد رکھی۔ جون ۱۹۸۹ء میں ایشین بلائنڈ یونین، (ABU) اور "ورلڈ بلائنڈ یونین" (WBU) کے ڈائریکٹر کھیل و ثقافت نامزد ہوئے۔ ماس کو میں ہونے والی پہلی عالمی کانفرنس بے بصر مصنفین میں پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت سے شریک

ہوئے۔ اس کانفرنس میں آپ نے نابینا افراد کی ویڈیو کرکٹ فلمیں کانفرنس میں دکھائیں جن کے زیرِ اثر اراکین نے انٹرنیشنل کرکٹ کلب نابینا افراد قائم کرنے کا اعلان کیا جن کا چیئرمین نیوزی لینڈ اور جنرل سیکرٹری پاکستان کو نامزد کیا گیا۔

عالمی فورم بے بصر مصنفین کے ڈائریکٹر اور سپورٹس اینڈ کلچرل ایسوسی ایشن آف دی بلائنڈ کی نمائندگی کرتے ہوئے چار ممالک سپین، انگلینڈ، مصر اور روس کے دورے کیے۔ جن میں ۳۰۰۰ بے بصر مصنفین کی کتب حاصل کرتے ہوئے ان کی عالمی نمائش منعقد کی۔ قومی، عالمی زبانوں میں تراجم کی اشاعت اور ۴۰۰۰ بینا افراد کی لائبریریوں میں انکی ترسیل کی۔ نابینا طلبا کے لیے ریکارڈ شدہ نصاب اور ادبی کتب فراہم کرنا اور ملک بھر میں تحصیل کی سطح پر ان کے مراکز قائم کرنا۔ کھیلوں کے آڈیٹوریم قائم کرنا۔ ادیبوں کے صوتی اثرات اور فلمی تصاویر کی نمائش کے لیے ادارہ کا قیام کیا۔

۱۹۹۹ء میں معذوروں کے ترجمان جریدے ماہنامہ "بینائی" کے اجراء سے عوام کو بیدار کیا۔ آپ ماہنامہ "بینائی" کے چیف ایڈیٹر اور پبلشر رہے۔ [15]

پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا ان کے نام دیے جاتے ہیں۔

علامہ ثاقب افضل، مسز ثمینہ اکرم، ثنیہ زیدی، حافظ محمد حسن نواز اویسی، حافظ خوشی محمد، خرم شہزاد، میاں عبد الرحمن جامی، محمد عبد الستار چشتی، عبد الستار نقشبندی، سردار احمد پیرزادہ، سیّد مکاوی، سلمٰی مقبول، حافظ شبیر حسین، شاہدہ رسول، سید صابر حسین شاہ گیلانی، طٰہٰ حسین، عبد الحمید سرشار، حافظ عبد المجید، عُمر دراز، عبدالرزاق، عبد الرحمٰن واحد، عبد اللہ البردّونی، عبد اللہ بن حمید، عمار الشریعی، عبد الحمید کشک، مولانا عبد الرزاق، شیخ عبد العزیز بن باز، عمر یعقوب، قاری فتح محمد پانی پتی، ڈاکٹر فاطمہ شاہ، علامہ فیض محمد سیالوی، لیاقت عباس خاں لیاقت، محمد شاہد سلیم، مشتاق احمد قریشی، محمد بن ابراہیم، پروفیسر محمد اکرم، محمد عادل، کیپٹن مشیت الرحمن ملک، مجاہد سجاد، کیپٹن مقبول احمد، قاری محمد حنیف، پروفیسر محمد جمیل قادری، حافظ محمد صدیق، پروفیسر ڈاکٹر شیخ محمد اقبال، محمد قائم خاں کرمانی، محمد جلال الدین، قاضی نوید ممتاز، حافظہ ڈاکٹر نبلیٰ خاکوانی، نور الدین سالمی، عامر حنیف راجہ وغیرہ۔

خلاصہ بحث:

مقصدِ تخلیقِ انسانی انسان کی عظمت و برتری کی دلیل ہے۔ شرف انسانیت کے لیے ضروری ہے کہ وہ معرفتِ خداوندی کے ساتھ معرفتِ خودی بھی حاصل کرے۔ اسلام احترامِ آدمیت اور انسانی وقار کا درس دیتا ہے۔ مسلم معاشرے میں تمام انسانوں کے درمیان باہمی تعلقات تعلق باللہ سے منسلک ہوتے ہیں۔ مسلم معاشرے کے تمام افراد بھلائیوں کو فروغ اور نیکیوں کو پھیلانے میں باہم تعاون کرتے ہیں۔ انسان جس قدر کردار کا مظاہرہ کرے گا اسی قدر اس کی عظمت ہو گی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کی عزت و ذلت کا معیار اس کے جسمانی خصائص و نقائص نہیں بلکہ عزت و ذلت کا معیار فکر و عمل ہے۔ فکر و عمل اگر درست ہے اور جسمانی لحاظ سے انسان کمزور اور معذور ہی کیوں نہ ہو اسلام کے نزدیک وہ قابلِ عزت، لائق تعریف اور کامیاب ہے اس کے برعکس جسمانی طور پر توانا اور صحت، مند انسان اگر ایمان و عمل کے میدان میں کوتاہ ہے تو اسلامی نکتہ نظر سے وہ عزت و شرف کا مستحق

[15]۔ عرفانی، رانا تاب، انٹرویو: ڈاکٹر عبد الغفار، حافظ انتظار احمد، فیصل آباد، ۱۵ مارچ ۲۰۱۷ء۔

نہیں۔ خالقِ کائنات کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت صحت و تندرستی ہے لیکن انسان کی آزمائش کے لیے کچھ کو اس نعمت سے محروم رکھا اور معذور بنایا۔ یہ معذوری جسمانی، ذہنی بصارت یا سماعت کسی بھی لحاظ سے ہو سکتی ہے۔ ان معذوریوں کی کوئی حادثاتی یا فطری وجوہات بھی ہو سکتی ہیں جس کا مقصد انسان کو آزمانا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے قرآن میں احکامات نازل کیے ان کے لیے اعمیٰ، اعرج، ضریر، اکمہ، غیر اولی الضرر جیسے الفاظ استعمال کر کے ان کے حقوق و فرائض متعین کر دیے۔ ان کے اندر کمی صورت میں سہولت، رخصت اور عذر کی بناء پر چھوٹ بھی دی مثلاً جہاد سے استثناء، دوسرے رشتہ دار و عزیز و اقارب کے گھر سے کھانے کی اجازت، حصولِ تعلیم و تربیت میں غیر مسلم کے مقابلے میں ترجیح دینا۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی خصوصی افراد کو بڑی اہمیت دی اور ان لوگوں کو معاشرے کا کارآمد حصہ بنایا۔ خصوصی افراد آپ ﷺ کے حکم سے مؤذن، امام، نائب یا عامل کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ان کو معذوری پر صبر کرنے پر جنت کی بشارت دی لیکن کچھ احکامات میں عام لوگوں کی طرح ان سے رویہ اختیار کیا، مثلاً صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے نماز باجماعت سے رخصت نہ دی اور نابینا سے بھی پردے کا حکم دیا۔

مسلم معاشرے میں صحابہ کرام جو کسی نہ کسی صورت میں معذور تھے انہوں نے اپنی معذوری کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا اور معاشرے میں صحیح سالم افراد کے ساتھ رہتے ہوئے مسلم معاشرے کی ترقی میں اپنی حیثیت و صلاحیت کے مطابق بھرپور کردار ادا کیا۔ اور اسی طرح تابعین و تبع تابعین میں سے خصوصی افراد نے بھی صحابہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنی خدمات جلیلہ پیش فرمائیں اور دنیا کے تمام میادین میں اہم کردار ادا کیا، وہ تفسیر و حدیث ہو یا ادب و فقہ ہر میدان میں علمی و عملی اعتبار سے خدمت فرمائی۔ تمام ادوار میں خصوصی افراد اس دارِ فانی میں تشریف لاتے رہے حتیٰ کہ اس دور میں بھی کثیر لوگ مختلف قسم کی معذوریوں کا شکار ہیں اور بسا اوقات معذور افراد تندرست لوگوں سے علمی و عملی میدان میں بہت آگے بھی دکھائی دیتے ہیں۔

اِن تمام رجال کی مبارک زندگیوں کا عمیق مطالعہ کرنے کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ موجودہ دور کے خصوصی افراد، حکومت اور عام احباب ان کی طرف دیکھ کر اپنی زندگیوں میں انقلاب برپا کریں۔

- اسلام انسانی معذوری کو انسانی عظمت و احترام میں کمی کا باعث نہیں سمجھتا، اور اسے مشیت الہیٰ سمجھ کر خصوصی افراد کی خوابیدہ صلاحیتوں کو نکھار کر انہیں معاشرے میں بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل بناتا ہے
- اسلام نے معاشرے میں خصوصی افراد کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا اس کی نظیر کہیں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے خصوصی افراد کی خود تعلیم و تربیت فرما کر انہیں معاشرے میں اہم ذمہ داریاں تفویض کیں،
- مسلم معاشرے کے ہر دور میں خصوصی افراد ہمیشہ سے اہم کردار ادا کرتے آرہے ہیں۔ عہد نبوی ﷺ میں عبد اللہ ابن ام مکتوم، معاذ بن جبل، عبد الرحمٰن بن عوف، اور خوات بن جبیر رضوان اللہ اجمعین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ تابعین و تبع تابعین میں عطا بن ابی رباح، قتادہ بن دعامۃ، سلیمان بن مہران الاعمش، اور حماد بن زید علم و ادب کے بے تاج بادشاہ رہے عصرِ حاضر میں ڈاکٹر طہٰ حسین، شیخ عبد العزیز بن باز، حماس کے بانی شیخ احمد یاسین کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

- مسلم معاشرے میں خصوصی افراد بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے اور تندرست افراد نے ان کی شاگردی، ماتحتی، اور پیروی میں کبھی عار محسوس نہیں کی۔
- اسلام کی رو سے معذوری تعلیمی، تبلیغی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور انتظامی کردار ادا کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں جس طرح تندرست افراد یہ کردار ادا کر سکتے ہیں اسی طرح خصوصی افراد بھی تمام کردار بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔
- قرآنی اصول إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ کے تحت معذور اور تندرست افراد کو مساوی حیثیت حاصل ہے تاہم لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا کے اصول کے تحت خصوصی افراد کو بعض امور میں سہولت، رخصت اور استثناء حاصل ہے جو کہ بذاتِ خود بڑی عزت افزائی ہے۔
- اسلام معاشرے کو خصوصی افراد کے حقوق کی پاسداری کا حکم دیتا ہے۔ اور خصوصی افراد کے لیے بھی فرائض کی ادائیگی کو لازم قرار دیتا ہے۔
- عصر حاضر میں خصوصی افراد مدارس اور تعلیمی اداروں میں جدید تعلیمی و تکنیکی سہولیات کی عدم دستیابی کے باوجود احسن طریقے سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
- اسلام خصوصی افراد سے عام لوگوں سے بھی زیادہ محبت و شفقت کا حکم دیتا ہے۔
- خصوصی افراد کی محرومیوں کے ازالے کے لیے ماحولیاتی رکاوٹوں کو دور کرنا اشد ضروری ہے۔ ان کے لیے قابل رسائی عمارتیں، تعلیمی ادارے، دفاتر اور قابل رسائی ٹرانسپورٹ مہیا کرنا ضروری ہے۔
- عصرِ حاضر میں خصوصی افراد کے لیے سیاست میں شمولیت بے حد ضروری ہے، جدید ٹیکنالوجی سے بھرپور استفادہ کیا جائے اور ان کے معاون آلات فراہم کیے جائیں جن سے معاشرے بہتر کردار ادا کر سکتے ہیں۔